مقالات

تالیف: فضیلۃ الشیخ عبد اللہ الخضری حفظہ اللہ تعالیٰ ترجمہ: مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی

(تیسری قسط)

آدابِ دُعاء

دعاء کے بہت سے آداب ہیں۔ دُعاء کو بہتر اور کامل بنانے کے لئے دُعاء میں ان آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے:

۱۔ دُعاء سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا:

چونکہ دُعاء میں اللہ تعالیٰ سے اس کے انعامات، احسانات، رحمت اور مغفرت طلب کی جاتی ہے، اس لئے بہتر ہے کہ دُعاء سے پہلے اللہ ربّ العزت کے شایانِ شان اس کی تعریف وتمجید کی جائے۔

"عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذَا دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ" فَقَالَ: ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ أُدْعُ تُجَبْ" (ترمذی ۹/۲۷۹)

"حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، ایک دفعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آکر نماز پڑھی اور دُعاء

کی " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ..." (یا اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر!)

تو آپؐ نے فرمایا: "اے نمازی، تو نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اوّلاً اللہ کے شایانِ شان اس کی حمد بیان کر، اس کے بعد مجھ پر درود بھیج، پھر دُعاء کر!" حضرت فضالہؓ فرماتے ہیں کہ پھر ایک اور شخص آیا۔ اس نے اللہ کی حمد کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نمازی، دُعا کر قبول ہو گی!"

یہی حدیث انہی فضالہؓ سے ایک دوسری سند سے بھی آئی ہے:

"سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ أَوْ لِغَيْرِهٖ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ" (ترمذی ۹/۵۰ - ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۶۸)

"آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دُعاء کرتے سنا، اُس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "اس نے جلدی کی۔" پھر اسے بلا کر اسے یا کسی دوسرے کو مخاطب ہو کر فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر جو چاہے دُعاء کرے!"

چونکہ اس نمازی نے دُعاء کی قبولیت کا وسیلہ (حمد اور درود) پیش کرنے سے پہلے دعاء کی تھی اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جلدی سے تعبیر کیا۔

حضرت عمرو بن مُرّہ فرماتے ہیں، میں نے ابو وائل کو سنا وہ کہہ رہے تھے، میں (ابو وائل) نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا تو میں (عمرو بن مُرّہ) نے ان سے کہا: "کیا واقعی آپ (ابو وائل) نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا؟" تو انہوں نے کہا: "ہاں! ابن مسعودؓ نے بیان کیا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ" (بخاری ۱۳/۳۸۳۔ ترمذی ۹/۵۰۸)

"اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی صاحب غیرت نہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ظاہری اور پوشیدہ فواحش (برائیوں) کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو اپنی مدح پسند نہیں، تبھی تو اس نے اپنی مدح خود فرمائی۔"

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" (الفاتحہ: ۱تا۳)

"تمام تعریفیں اللہ رب العلمین کو سزاوار ہیں، جو رحمان ورحیم ہے اور قیامت کے دن کا مالک!"

نیز ارشاد فرمایا:

"وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" (البروج: ۱۴، ۱۵، ۱۶)

"وہ بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے، بزرگی والا عرش کا مالک ہے اور جو چاہے کرتا ہے۔"

نیز فرمایا:

"وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ۔ الآية!" (الزمر: ۶۷)

"ان لوگوں نے صحیح طور پر اللہ کا مقام نہیں پہچانا، قیامت کے روز ساری زمین اس کے قبضہ (مٹھی) میں ہو گی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔"

اللہ تعالیٰ کو اپنی حمد و تعریف بڑی محبوب اور پسند ہے ۔ لہٰذا بندہ جب اس کی مدح و توصیف کر کے دعا کرتا ہے تو یہ قبولیتِ دعا کا وسیلہ بن جاتی ہے ۔ چنانچہ ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا ، اس نے کہا " یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ " تو آپ نے فرمایا : " تو مانگ تیری دعا قبول ہے ۔ " (ترمذی ۹/۵۱۲)

واضح رہے ، اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید کی غرض و غایت یہ ہے کہ اس کی تعریف و تمجید پر اللہ رب العزت اپنے بندوں کو بدلہ اور ثواب عطا فرمائیں ۔ ورنہ اللہ رب العزت تمام جہانوں سے بے پرواہ اور بے نیاز ہے ۔ کوئی انسان اللہ رب العزت کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان !

اسم اعظم :

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ دعا کرتے سنا :

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ "

" یا اللہ ! چونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق اور مستحق نہیں ، تو اکیلا اور بے نیاز ہے ، جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور جس کا کوئی ہمسر نہیں ، لہٰذا میں سوال کرتا ہوں کہ ..... الخ "

یہ سن کر آپ نے فرمایا : " اس آدمی نے اللہ کا ایک بہت بڑا نام لے کر دعاء کی ہے ۔ یہ نام لے کر جب سوال کیا جائے تو پورا ہوتا ہے اور جو دعاء کی جائے قبول ہوتی ہے ۔ " (ترمذی ۹/۴۴۵ ، ابن ماجہ ، حدیث نمبر ۳۸۵۷ ، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۷۹)

امام طیبیؒ فرماتے ہیں : " اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام بڑی عظمت والا ہے ، جس کے واسطہ سے جو دعاء کی جائے قبول ہوتی ہے ۔ "

یہ بات بہت سی دوسری احادیث میں بھی ہے ، چونکہ دیگر احادیث میں بہت سے ایسے اسماء بھی ہیں جو اس حدیث میں نہیں ، البتہ " اللہ " نام تمام روایات میں ہے ، اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہی " اسم اعظم " ہے ۔ (تحفۃ الاحوذی)

سوال اور دُعاء میں فرق :

مذکورہ حدیث میں سوال اور دُعاء کا فرق بیان ہوا ہے ۔

سوال یوں ہوتا ہے کہ انسان کہے : "یا اللہ ! مجھے فلاں چیز دے" اور اُسے مل جائے ۔

اور دُعاء پکار ہوتی ہے ۔ مثلاً انسان کہے : "یا رب !" اور اللہ اپنے بندے کی اس پکار کا جواب دیں ۔ پس سوال کا نتیجہ اعطاء اور دُعاء کا نتیجہ قبولیت ہوتی ہے ۔

سوال اور دُعاء میں یہی فرق ہے ۔

نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرتے ہوئے اپنا ایمان بطورِ وسیلہ پیش کر سکتا ہے ۔ کیونکہ "بِأَنِّيْ أَشْهَدُ" میں حرفِ "باء" سببیت کے معنی پر دلالت کرتا ہے ۔ یعنی "یا اللہ ! چونکہ میں تیری الوہیت و وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں ، اس کے سبب مجھے فلاں چیز عطا فرما ۔"

ایمان بھی اعمالِ صالحہ میں سے ہے ۔ جیسا کہ غار والے تین آدمیوں کے واقعہ میں ہے کہ انہوں نے پتھر ہٹائے جانے کی دُعاء کرتے ہوئے اپنے اپنے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے بطورِ وسیلہ پیش کئے تھے ۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیل اپنے موقع پر آئے گی ۔ ان شاء اللہ !

اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن :

دُعاء کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن اور دُعاء کی جلد خواہ بدیر (بہر حال) قبولیت کی امید رکھے ۔ کیونکہ اللہ ربُّ العزّت کا فرمان ہے :

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ـ الآية !" (البقرۃ : ۱۸۶)

"(اے نبیؐ !) جب میرے بندے آپؐ سے میرے بارے میں پوچھیں ، تو (آپؐ فرما دیجئے) میں قریب ہی ہوں ۔ پکارنے والے کی پکار ، جب بھی وہ مجھے پکارے ، میں قبول کرتا ہوں ۔"

نیز فرمایا :

"إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ" (آلِ عمران : ۳۸)

"تو ہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔"

سمیع، فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے، "خوب اور بہت سننے والا۔"

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ" (آل عمران: ۱۹۵)

"اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی بھی مرد یا عورت کے کسی بھی عمل کو ضائع نہیں کرتا۔"

اسی طرح فرمایا:

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ الآیۃ" (غافر: ۶۰)

"تمہارے رب کا کہنا ہے، تم مجھے پکارو (تو سہی) میں قبول کروں گا۔"

نیز فرمایا:

"فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ۔" (ھود: ۶۱)

"تم اللہ رب العزت سے استغفار کرو، پھر اسی کی طرف رجوع کرو، بیشک میرا رب قریب ہے اور قبول فرمانے والا ہے۔"

سورہ صٰفٰت میں فرمایا:

"وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ۔" (الصّٰفّٰت: ۷۵)

"نوحؑ نے ہمیں پکارا، پس ہم بہترین قبول فرمانے والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ہمارے قریب ہیں۔ اور علم، احاطہ اور حفاظت کے اعتبار سے ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام تسلیم کریں اور اپنی مانگی ہوئی چیزوں کے ملنے کا یقین رکھیں:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُدْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ۔" (ترمذی ۹/۴۵۰)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کو پکارو تو تمہیں دُعاء کی قبولیت کا یقین ہونا چاہیئے"

یعنی اس بات پر مکمل یقین اور اعتماد ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے وسعتِ کرم اور عظیم فضل کی بناء پر تمہیں محروم نہیں رکھیں گے۔ جب دُعاء کرنے والے کو پختہ یقین ہو اور دُعاء اخلاص کے ساتھ کی گئی ہو تو قبولیت یقینی ہے۔ کیونکہ اگر داعی کا یقین پختہ نہ ہو تو دُعاء بھی سچی نہیں ہوتی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا" (ترمذی ۹/۵۴۴ - ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۷٤، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸٦٥)

"کہ تمہارا رب بڑا باحیا اور مہربان ہے، اُسے شرم آتی ہے کہ بندہ جب اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو وہ انہیں خالی لوٹا دے۔"

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا انداز اختیار فرماتے ہیں جیسے شرم وحیا کرنے والا کرتا ہے اور "کریم" وہ ہوتا ہے جو بن مانگے عطا کرے۔ اور خصوصاً جب اسی سے مانگا جائے گا تو وہ کیوں نہ دے گا؟ اللہ تعالیٰ کو اپنے مومن بندے سے شرم آتی ہے کہ وہ اس کی طرف ہاتھ پھیلائے اور اللہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِي۔" (صحیح مسلم ۲/۱۲ - مسند احمد ۲/۱۵٦)

کہ "آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، "میں اپنے بارے میں بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں اور بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

اگر آپ کا گمان اللہ کے بارہ میں اچھا اور یقینی ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی آپ کے گمان کے

امید کو رد نہیں کریں گے بلکہ دُعاء قبول فرمائیں گے۔ اور اگر خود دُعاء کرنے والے ہی کو قبولیت کا یقین نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کریں گے۔

اس موقعہ پر امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"کوئی شخص اس بات کو کما حقہٗ سمجھنے کی کوشش کرے تو معلوم ہوگا کہ اللہ کے بارہ میں حسنِ ظن سے مراد خود عمل کا اچھا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حُسنِ ظن ہی انسان کو حسنِ عمل پر آمادہ کرتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔ جب انسان کو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن ہوگا، تو عمل بھی اچھے کرے گا۔" (الجواب الکافی ص ۲۳)

(جاری ہے)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ ...!

ادارہ محدّث کو اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک نیز سعودی جامعات کے طلباء کی طرف سے شہدائے قلعہ لچھمن سنگھ کے غم میں متعدد تعزیت نامے موصول ہوئے ہیں۔ جنہیں فرداً فرداً شائع کرنے کے یہ محدود صفحات متحمل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ادارہ محدّث اِن سب حضرات کی ترجمانی کرتے ہوئے جہاں ان شہداء کے سوگوار خاندانوں سے خصوصاً اور جملہ اہلِ جماعت سے عموماً تعزیت کرتا ہے۔ نیز دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہداء کی مغفرت فرما کر انہیں اپنے جوارِ رحمت میں خصوصی جگہ عنایت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے! وہاں حکومتِ پاکستان سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اس سنگین واقعہ کے درندہ صفت مجرموں کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے۔ ورنہ اگر مجرموں کی مسلسل پردہ پوشی ہوتی رہی تو عالم اسلام یہ سوچنے پر مجبور ہو گا کہ حکومتِ پاکستان خود مجرموں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ تاکہ توحید کے علمبرداروں پر اس ملک میں عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے۔ اور جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے! (ادارہ)